

کچھ اور ستارے ٹوٹ گئے

سید لقی علی نے عین اپنے یوم وفات کو میرے نام انگلینڈ سے ایک خط لکھا اور اس میں بتایا کہ ”الْحَمْدُ لِلّٰہِ“ میری صحت بہت اچھی ہے۔“

اس خط کو قلمبند کرنے کے چند گھنٹے بعد ہی وہ ماورائے افق چلے گئے۔

ایسے رفیقِ تخریک اور دوست کی یاد تازہ کرتے ہوئے میں اپنے امیر مہیاں طفیل محمد صاحب کے تعزیتی الفاظ مستعار لیتا ہوں۔

”سید لقی علی مرحوم انتہائی شریف النفس، خدا ترس، ہشمتیق اور تخریکِ اسلامی

کے انتہائی مخلص رہنما تھے۔ مرحوم سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ کے ان قدیم ساتھیوں

میں سے تھے جنہوں نے دارالاسلام پٹھانکوٹ میں قبل تقسیم مولینا مرحوم کی رفاقت اختیار

کی..... انتہائی نامساعد حالات میں جماعتِ اسلامی میں شمولیت اختیار کی اور آخری سانس

تک دینِ حق کی اقامت و اشاعت کے کام میں تندہی سے مصروف رہے۔“

ادھر جناب احسان دانش کا دنیا سے اٹھ جانا بہت باعثِ فائق ہوا، کیونکہ انہوں نے سنگین حالات

سے لمبی لڑائی لڑ کر ادنیٰ درجے کی مزدوری سے اپنے آپ کو اٹھایا اور خدا کی ماہر سے علم و عزت

کے مرتبے تک پہنچایا۔ اس مزدور شاعر کو ترقی پسندوں اور اشتراکیوں نے اپنی طرف کھینچنے کی بہت کوشش کی،

مگر اس شخص نے کسی رد عمل یا اندھی بغاوت میں پڑے بغیر شعر و ادب میں اسلامی قارئین کو سر بلند کرنے

کے لیے اپنی ساری کاوشیں وقف کر دیں۔ احسان مرحوم سید مودودی کے محبتوں میں سے تھے۔

میر مولانا محمد متین خطیب شیخ الازہر ڈاکٹر عبدالرحمن بصار، مولانا جعفر شاہ ندوی اور پیر حسام الدین راشدی جیسی

شخصیتیں ہم سے جدا ہو گئیں۔ اس موقع پر میرا ذہن امریکہ میں قتل کیے جانے والے تین دوستوں کی پاکستان آنے

والی بیٹوں پر بھی ہے۔ آخر میں اسی ہفتے جدا ہونے والے، لاہور کے پرانے رفیقِ جناب محمد علی

باغبانپورہ (جو دارالعروبہ کے فیض ہمدانی صاحب کے خسر بھی تھے) کی جدائی کا عدم اٹھانا یاد آتا ہے۔ تازہ ترین

غم دینی عالم و محقق جناب منظور حسن عباس کا رخصت ہونا ہے۔

خدا ان تمام جدا ہونے والوں کو اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے اور ان کے پس ماندگان کے زخموں کی پارہ سازی فرمائے۔ (نص)